لال پتنگ
گیتا دھرم راجن
مصوّر
ایس۔ سین رائے

نہرو بال پستکالیہ

لال پتنگ

گیتا دھرم راجن

مصوّر

ایس ہیبن رائے

مترجم

خلیل احمد

نیشنل بک ٹرسٹ ، انڈیا

nbt.india

एकः सूते सकलम्

ISBN 978-81-237-3078-3

پہلا اُردو ایڈیشن:1987 (ساکا 1909)

دوسری طباعت: 2000 (ساکا 1921)

تیسری طباعت: 2014 (ساکا 1936)

Red Kite (*Urdu*)

قیمت: 35.00

ناشر: ڈائریکٹر، نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

5، نہرو بھون، انسٹی ٹیوشنل ایریا، II،

وسنت کنج، نئی دہلی۔110070

www.nbtindia.gov.in

شام کے سات بجے ہوں گے ۔ ایک چھوٹے سے ڈھابے میں دروازے میں سے چاند کی روشنی داخل ہو رہی تھی ۔ لال پتنگ کو معلوم تھا کہ اب شام ہو چلی ہے ۔ اب دوکان کا مالک رامو جلد ہی دوکان بند کر دے گا اور گھر چلا جائے گا ۔

لال پتنگ اسی دوکان کے ایک کونے میں ٹنگی ہوئی تھی ۔ اس کونے میں اُس صبح اس کے ساتھ دس دوسری پتنگیں یعنی اس کی سہیلیاں بھی لٹکی ہوئی تھیں ، لیکن وہ دس کی دس تو کب کی بک چکیں مگر یہ بے چاری لال پتنگ اب بھی اس کونے میں ٹنگی ہوئی ہے ۔

اس نے دیکھا کہ رامو دوکان بند کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے ۔ لال پتنگ کو محسوس ہوا کہ اس کے گال پر ایک آنسو ڈھلک کر آ گیا ہے ۔ کوئی بھی اس کی اس حالت کو دیکھتا تو یہی سمجھتا کہ چاند کی روشنی نے اس کے ساتھ یہ شرارت کی ہے ۔

لال پتنگ نے بار بار اپنے دل سے سوال کیا: ” اُف ! ہائے ؟ آخر کیا وجہ ہے کہ کوئی بھی مجھے نہیں خریدتا ؟ “
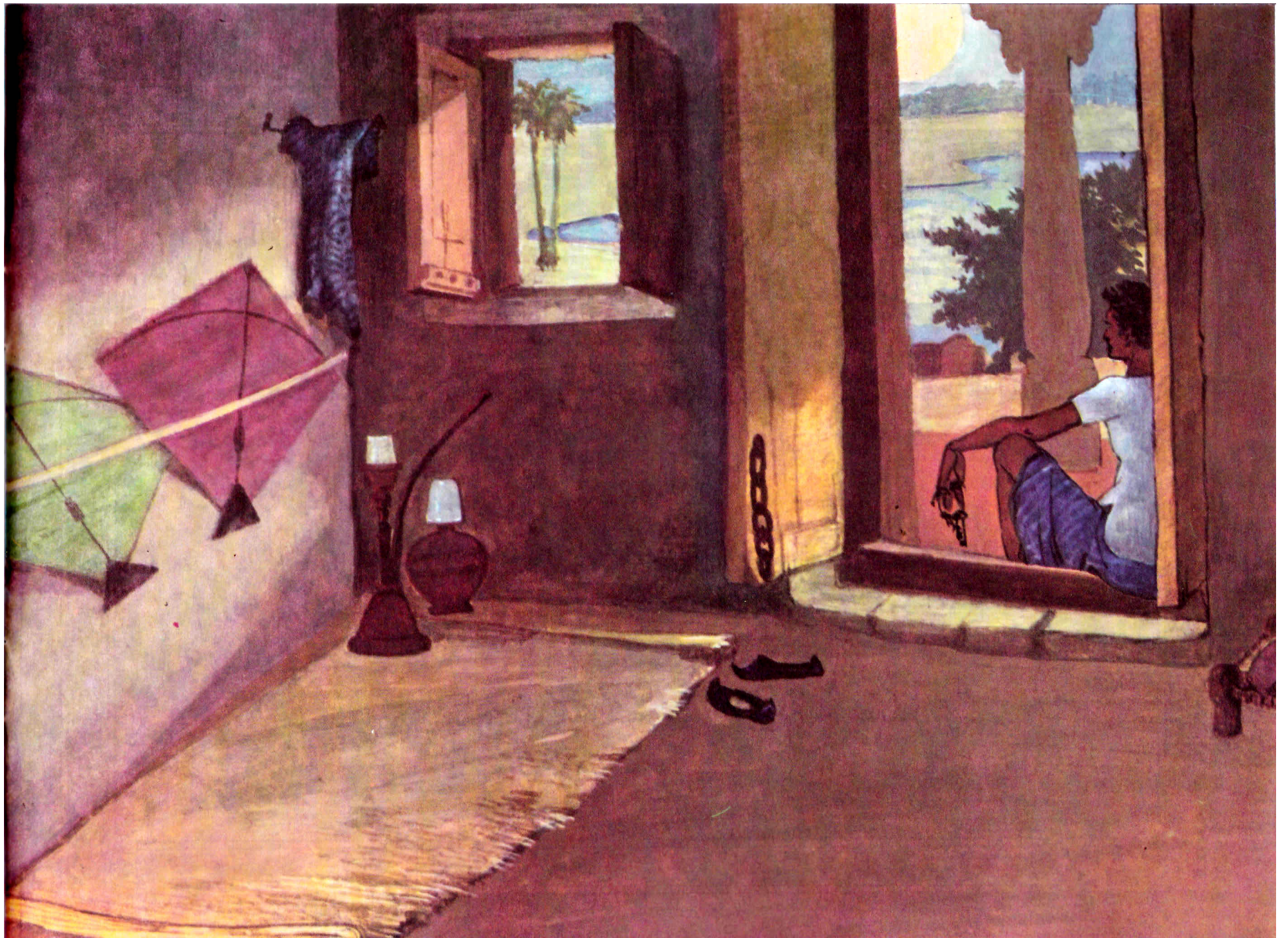
یہ سچ ہے کہ وہ پتنگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت نہیں ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ وہ نئی نویلی ہے گو کہ اس کی لال رنگ کی کاغذ کی کھال دھوپ میں جھلس گئی ہے اور وہ گرمی کی ماری مرجھائی مرجھائی سی لگتی ہے — جب سے وہ اس دوکان میں آئی ہے اسی کونے میں ٹنگی ہوئی ہے۔ ابھی لال پتنگ کو اس دوکان میں آئے صرف دو ہی دن ہوئے ہوئے ہیں لیکن اسے ایسا لگتا ہے جیسے مدتیں بیت گئیں۔ یہ سوچ کر وہ بہت دکھی ہوئی اور اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ آنسوؤں کے دباؤ سے ناک میں بھی تکلیف محسوس ہوئی۔ ابھی وہ اپنی حالت پر آنسو بہا ہی رہی تھی کہ اچانک اس کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اس نے رامو کے بیٹے اپّو کو پہچان لیا تھا، اپّو قریب ہی ایک اسکول میں پڑھتا تھا اور اکثر دوکان بند کرتے وقت اپنے باپ کی مدد کرنے وہاں آجاتا تھا۔

لال پتنگ نے سنا کہ اپّو اپنے باپ سے کہہ رہا تھا: "پاپا! میں اپنی کلاس میں فرسٹ آیا ہوں۔ پاپا، پاپا۔ سنیئے تو سہی" یہ کہتے ہوئے اس کی آواز دھیمی پڑ گئی۔ اس نے جھجکتے ہوئے کہا: "پاپا دیکھیے نا۔ آپ مجھے دیں گے نا؟ (یہ الفاظ اس نے بڑی مشکل سے ادا کیے) مجھے یہ پتنگ چاہیئے، پاپا۔ میرے اچھے پاپا!"

رامو کے جواب دینے میں دیر ہونے سے لال پتنگ کا دل بیٹھا جا رہا تھا لیکن اچانک اس نے محسوس کیا کہ
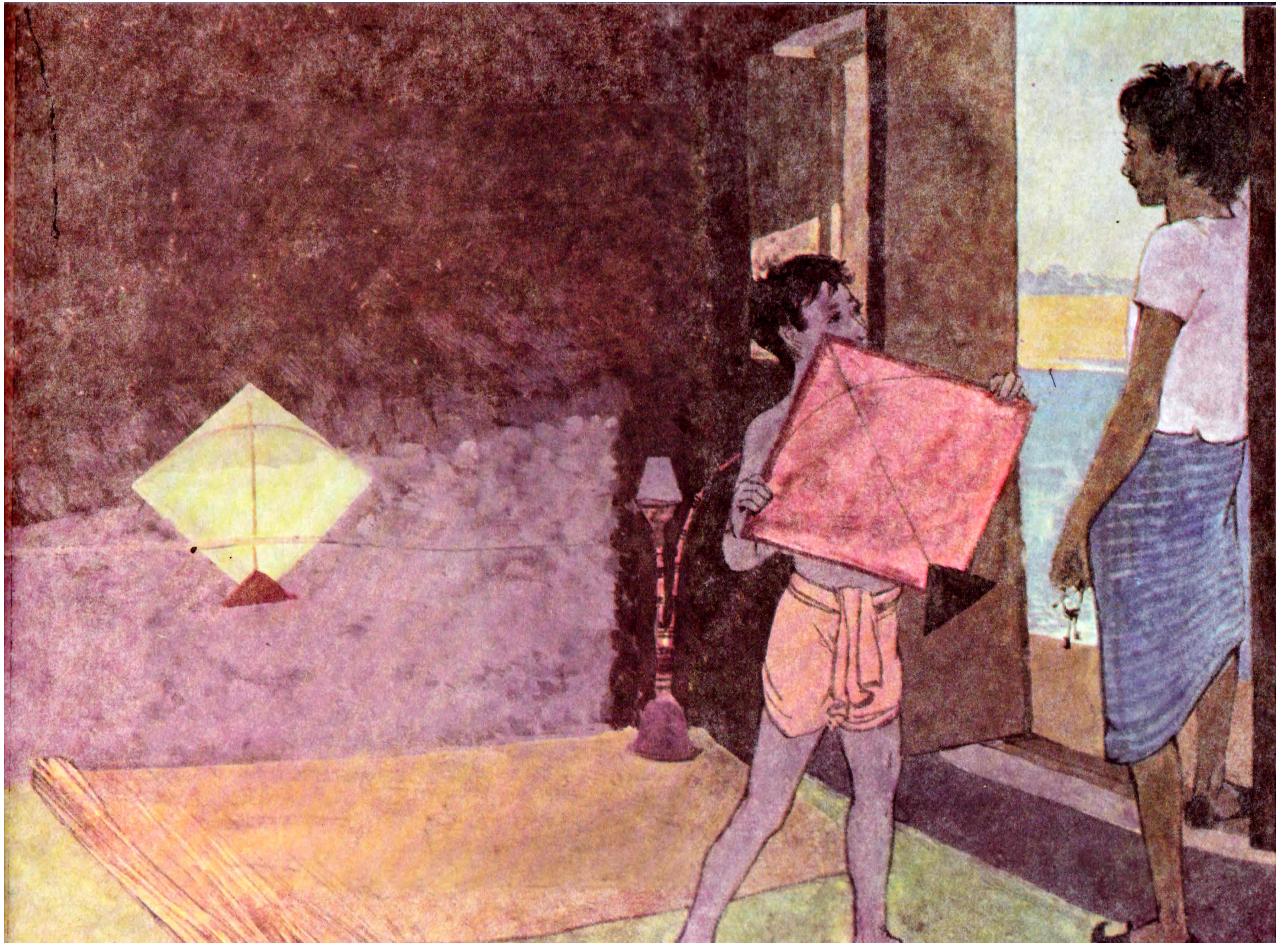
وہ اپّو کے سینے سے جا لگی ہے جس کا دل اس وقت زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

"ہُم !" رامو نے کہا اور گہری سوچ میں پڑ گیا۔ اب تک پوری پتنگ اپّو نے اپنے قبضے میں کر ہی لی تھی، رامو نے آہستہ سے کہا: "اچھا۔ ٹھیک ہے، لے لو!"

یہ سنتے ہی اپّو نے پتنگ کو اور زیادہ زور سے بھینچ لیا اور اس کے اس زور سے بھینچنے پر لال پتنگ میں بھی جوش کی ایک لہر دوڑ گئی۔

"میں آسمان میں بہت اونچی اڑوں گی" لال پتنگ اپنے دل میں بار بار یہ سوچ کر بہت خوش ہو رہی تھی، اُسے اپنی خوش قسمتی پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔ اب اُسے اپنی سہیلی ہری پتنگ کی خوشیوں سے بھرے آسمان کے سفر کی وہ باتیں یاد آنے لگیں جو اس نے ایک رات پہلے سوتے وقت اسے بتائی تھیں۔

ہری پتنگ پہلے آسمان میں اُڑ چکی تھی ـــ وہ رامو کی من پسند پتنگ تھی لیکن اب رامو کے پاس دوکان کا کام بہت بڑھ گیا تھا اور پھر وہ بوڑھا بھی ہو رہا تھا، ہری پتنگ بہرحال اس کی چہیتی پتنگ تھی کیونکہ اس کے خیال میں ہری پتنگ کی وجہ سے اسکی قسمت کھلی تھی۔

"مجھے اُڑنے کے بارے میں بتائیے" لال پتنگ نے ہری پتنگ سے بڑی خوشامد کرتے ہوئے کہا۔ "اچھا" ہری
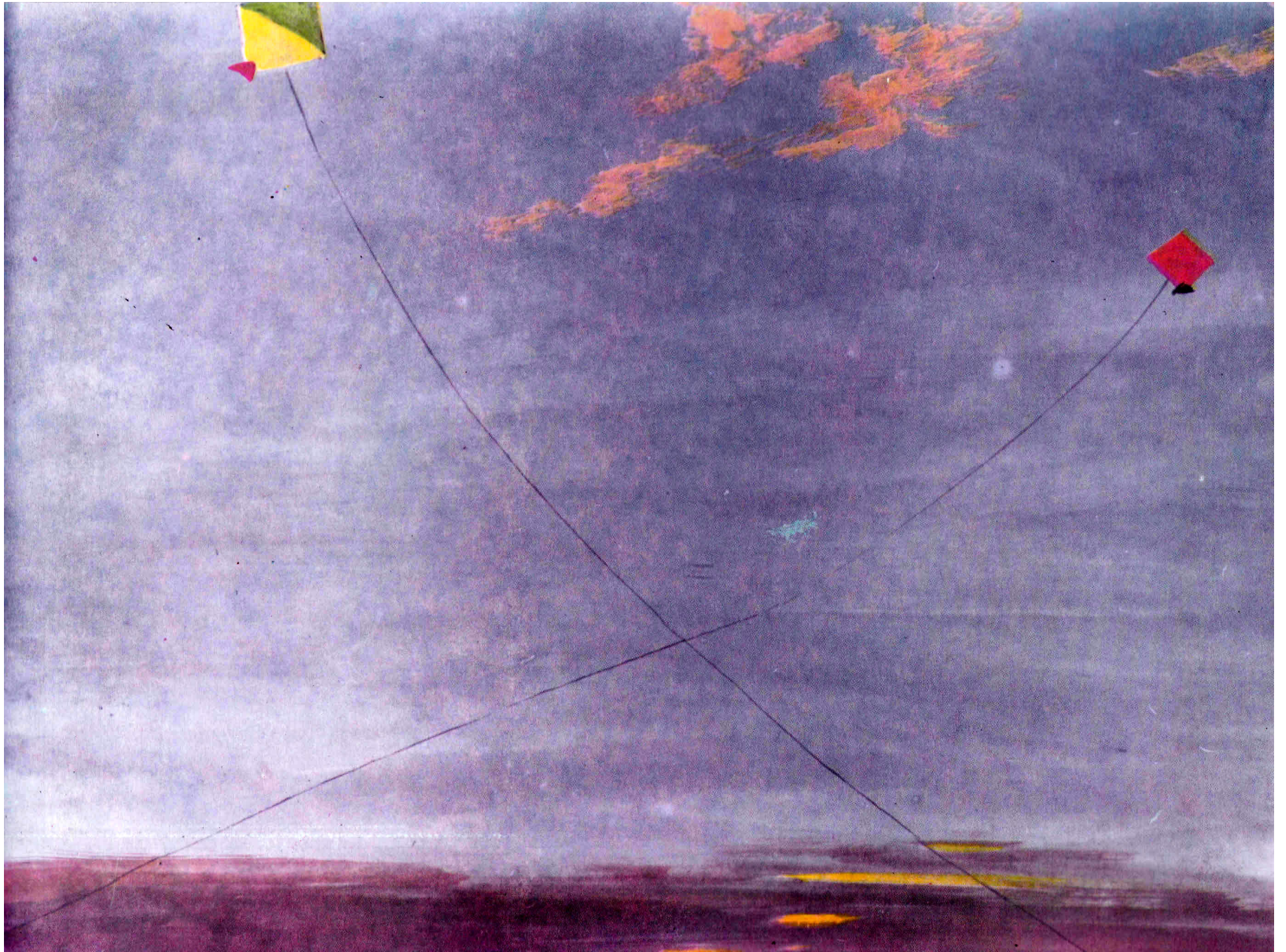
پتنگ نے جواب دیا۔ لیکن اس وقت وہ بڑی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی اور اس کے ماتھے پر سوچ کی لکیریں بھی پڑی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ اس نے کہا "تمہیں ایسے دن اُڑنے کی ضرورت ہے، جس دن تیز ہوا چل رہی ہو۔ لیکن ہاں زیادہ تیز بھی نہ ہو۔ میں سمجھتی ہوں تمہارا بانس کا یہ جسم بہت مضبوط ہے اور اس کی بناوٹ بھی بہت اچھی ہے، میں، مجھے یاد آتا ہے، خاص طور پر مرشد آباد میں بنی تھی۔ اس وقت راموا چھے ماںجھے کی تلاش میں اِدھر اُدھر مارا مارا پھر رہا تھا۔ یہ میں مانتی ہوں کہ وہ ایک بڑا پتنگ باز ہے!"

یہ کہتے کہتے ہری پتنگ کی آنکھوں میں اچانک چمک سی پیدا ہوگئی کیونکہ اسے اپنے بیتے ہوئے وہ دن یاد آنے لگے جب وہ آسمان میں اُڑا کرتی تھی۔ اس نے بہت سی باتوں پر بحث کی۔ مثال کے طور پر بادلوں کے بدلتے ہوئے ڈیزائن، ہوا کے رُخ کے بدلنے کے ڈھنگ اور پتنگوں کے وہ مقابلے جس میں وہ حصہ لے چکی تھی وغیرہ وغیرہ۔ ہاں! واقعی وہ بڑی تفریح کے دن تھے!

لال پتنگ نے یہ باتیں بڑے صبر کے ساتھ سنی تھیں۔ آخر اس نے پوچھا: "ہاں ذرا مہربانی کر کے یہ بتائیے کہ اچھی طرح اُڑنے کے لئے مجھے کیا کرنا چاہیئے؟"

"تم! تم کیا کر سکتی ہو؟ یاد رکھو! تم صرف ایک پتنگ ہو۔ یہ سب اس لڑکے کی مرضی پر ہے جو تمہیں اُڑائے گا اُسے چاہیئے کہ تمہیں مانجھے کے ساتھ اچھی طرح باندھ دے اور پھر وہ تمہیں کھلی جگہوں پر اُڑائے تاکہ تم ان بے ہودہ ٹیلیفون کے تاروں میں نہ اُلجھ جاؤ۔ اُسے چاہیئے کہ ....."

"لیکن میں اچھی طرح اُڑنے کے لئے کچھ نہ کچھ کر ضرور سکتی ہوں" لال پتنگ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

لیکن ہری پتنگ، جو اتنے زمانے دیکھے ہوئے تھی، اس معاملے میں اس کی کوئی مدد نہ کر سکی۔

اب اپّو اسے دوکان سے لے جا رہا تھا اور اس نے اس کی ناک میں ایک مضبوط دھاگہ باندھ دیا تھا، لال پتنگ کو ہری پتنگ کی ایک سنسناتی ہوئی آواز سنائی دی، وہ کہہ رہی تھی "لال پتنگ! خدا حافظ، مزے کرو۔"

اس رات لال پتنگ جاگتی رہی اور آسمان پر جگمگاتے چاند تاروں کو غور سے دیکھتی رہی۔ اس نے اُسی رات اپنے دل میں یہ قسم کھائی کہ وہ دوسری پتنگوں سے زیادہ اچھے ڈھنگ سے آسمان میں پرواز کرے گی۔

ابھی اسے نیند کی ہلکی سی جھپکی ہی آئی تھی کہ اسے ایک زور کا جھٹکا محسوس ہوا۔ اس نے دیکھا کہ اپّو اسے رگڑ رگڑ کر صاف کر رہا تھا اور اس کا چہرہ خوشی سے تمتمایا ہوا تھا۔

"اب ہم بہت ساری پتنگیں کاٹنے جا رہے ہیں — میں اور میری پیاری پتنگ —" وہ اپنے گاؤں کے سب سے آخیر والے میدان کی طرف بڑھتا ہوا بڑبڑاتا جا رہا تھا۔ "میرے پاس ایک اچھی پتنگ اور اچھا مانجھا ہے۔ جو کوئی بھی مانجھے کو چھوئے گا اس کی انگلی کٹ جائے گی — میں شرط لگا سکتا ہوں کہ میری پتنگ دوسری پتنگوں کو بڑی آسانی سے کاٹ دے گی۔"

لال پتنگ نے دل ہی دل میں اپنی ہمّت افزائی کی۔ وہ خوش تھی کہ اسے اپّو جیسا قدرداں ملا تھا جو اسی طرح جوش والا تھا۔ لیکن افسوس! اپو نے پہلے کبھی کوئی پتنگ نہیں اڑائی تھی اور لال پتنگ کو بھی اڑان کے بارے میں معمولی معمولی سی باتوں تک کا پتہ نہ تھا اور اسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ ہوا میں زیادہ دیر تک کیسے رُکا جا سکتا ہے۔

لال پتنگ ہوا کا مقابلہ کرتی ہوئی اٹھتی تھی لیکن بے چاری بار بار اُلٹے منہ گر جاتی تھی۔ اپّو نے بھی اسے اونچا اٹھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا۔

آخر لال پتنگ نے تھک کر اپنے دل کو سمجھانے کے لئے کہا: "مجھے بہت زیادہ مشق کی ضرورت ہے۔" لیکن کافی مشق اور کوشش کے بعد بھی وہ اُڑ نہ سکی۔ اب وہ تھک کر چور ہو چکی تھی اس کا سارا جسم درد سے دکھنے لگا تھا لیکن سب سے زیادہ تکلیف کی بات اس
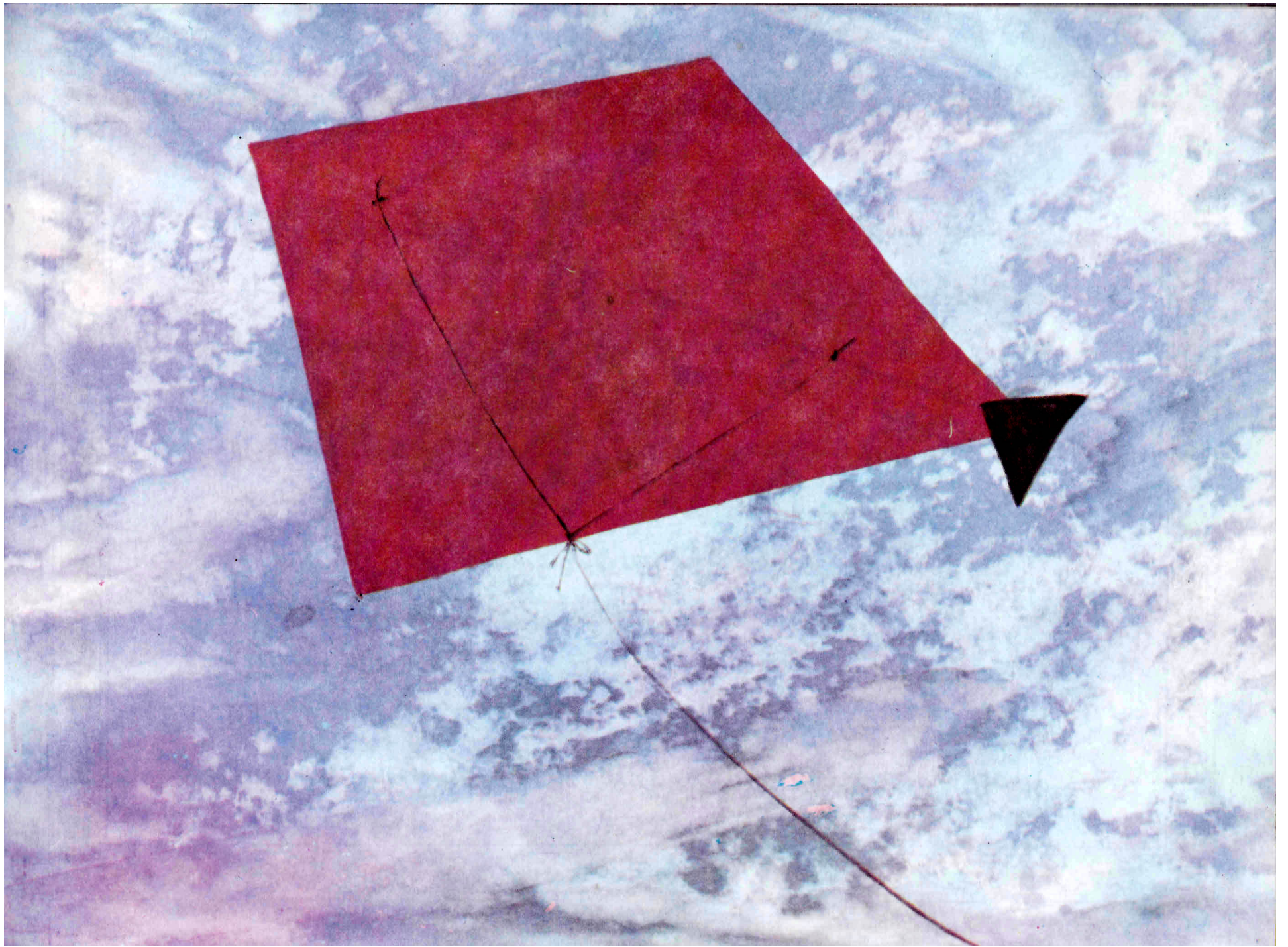
کے لئے یہ بھی کہ دوسری پتنگیں اسے بہت چڑا رہی تھیں۔

"تم سب سے بعد میں دکان سے باہر آئی ہو اور اب سب سے دیر میں میدان سے اوپر اٹھتی ہو۔ تم کسی پیڑ میں کیوں نہیں لٹک جاتیں، یا پھر کسی ٹیلی فون کے تار میں اٹک جاؤ۔ تمہارے لئے یہی ایک راستہ ہے۔" دوسری پتنگوں نے اس پر طنز کیا۔

"اوہو! اُودے رنگ کی ایک بڑی پتنگ نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ "خالہ بلّی کو بھی زبان مل گئی۔"

"اُڑنا آتا نہیں، بات کر نہیں سکتیں۔ تم سے آخر آتا کیا ہے؟" دوسری پتنگوں نے اس سے پوچھا۔

ان تمام باتوں سے لال پتنگ بڑی دکھی اور بیزار ہوگئی اور اس نے سوچا کہ اب خدا کرے اپّو نیتنگ اُڑانے کا خیال ہی کبھی دل میں نہ لائے اور گھر واپس چلا جائے۔ تب میں اپنے کونے میں پرانی جگہ پہنچ جاؤں گی اور پھر کبھی باہر نہیں نکلوں گی۔ پھر اچانک بجلی کی طرح اس کے دماغ میں ایک بات آئی، اس نے سوچا: "جب میں اوپر اٹھوں تو مجھے اتنا سپاٹ نہیں ہونا چاہیئے، اگر میں بہت زیادہ چپٹی رہوں گی تو ہوا بجائے اونچا اٹھانے کے مجھے اپنے دباؤ سے نیچے گرا دے گی۔"

اور اگلے ہی دن وہ پھر اڑی ۔۔ اس نے پیڑ کی طرح اونچا اور سیدھا کھڑا رہنے کی ہر کوشش کر لی لیکن اس ترکیب سے بھی کچھ نہیں ہوا صرف اتنا ہوا کہ وہ زمین کی طرف اچھا غوطہ لگا سکتی تھی۔

لال پتنگ پھر سوچ میں ڈوب گئی۔" مجھے کوشش جاری رکھنی چاہیئے۔ مجھے اپنے سر کو اوپر رکھنا چاہیئے اتنا اوپر کہ ہوا کا مقابلہ کیئے بغیر ایک جھٹکے سے اوپر اٹھ جاؤں۔ مجھے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہوا ہمیشہ میرے پیچھے ہی رہے!

اگلی بار وہ پھر اُڑی، اس بار اس نے خود کو بالکل سیدھا رکھنے کی بھرپور کوشش کی — مگر ایک بار تو وہ اتنی ترچھی ہوئی کہ سیدھی ناک کے بل زمین تک آ گئی۔ اب اس نے اندازہ کر لیا کہ وہ اب ٹھیک طرح سے اُڑ رہی ہے — اس نے کوشش جاری رکھی، تھکن کی بات بھی دل سے نکال دی اور دوسری پتنگوں کے بارے میں بھی سوچنا چھوڑ دیا — وہ بس اُڑنا، اُڑنا اور اُڑنا ہی چاہتی تھی۔

جب لال پتنگ نے اونچے اٹھنا شروع کیا تو ہوا سیٹیاں بجانے لگی۔ اپنے سے تھوڑے اوپر اس نے سفید پروں والے ایک عقاب کو دیکھا جو ہوا میں آسانی سے اُڑ رہا تھا اور ادھر اُدھر چکر لگا رہا تھا۔

لال پتنگ کو اپنی پرواز کے لیئے سخت محنت کرنی پڑی، اب وہ جتنی بلندی پر تھی ہوا بھی اتنی ہی زیادہ طاقتور تھی لیکن عقاب جیسے بغیر کسی محنت کے تیر رہا تھا مزے سے شاہانہ انداز میں! دنیا کی کسی بھی چیز سے بڑھ کر، لال پتنگ بھی اسی طرح پرواز کرنا چاہتی تھی۔

آہستہ آہستہ وہ عقاب کے بالکل نیچے پہنچ گئی۔" میری خواہش ہے کہ" لال پتنگ نے عقاب کے پاس پہنچ کر پھولی ہوئی
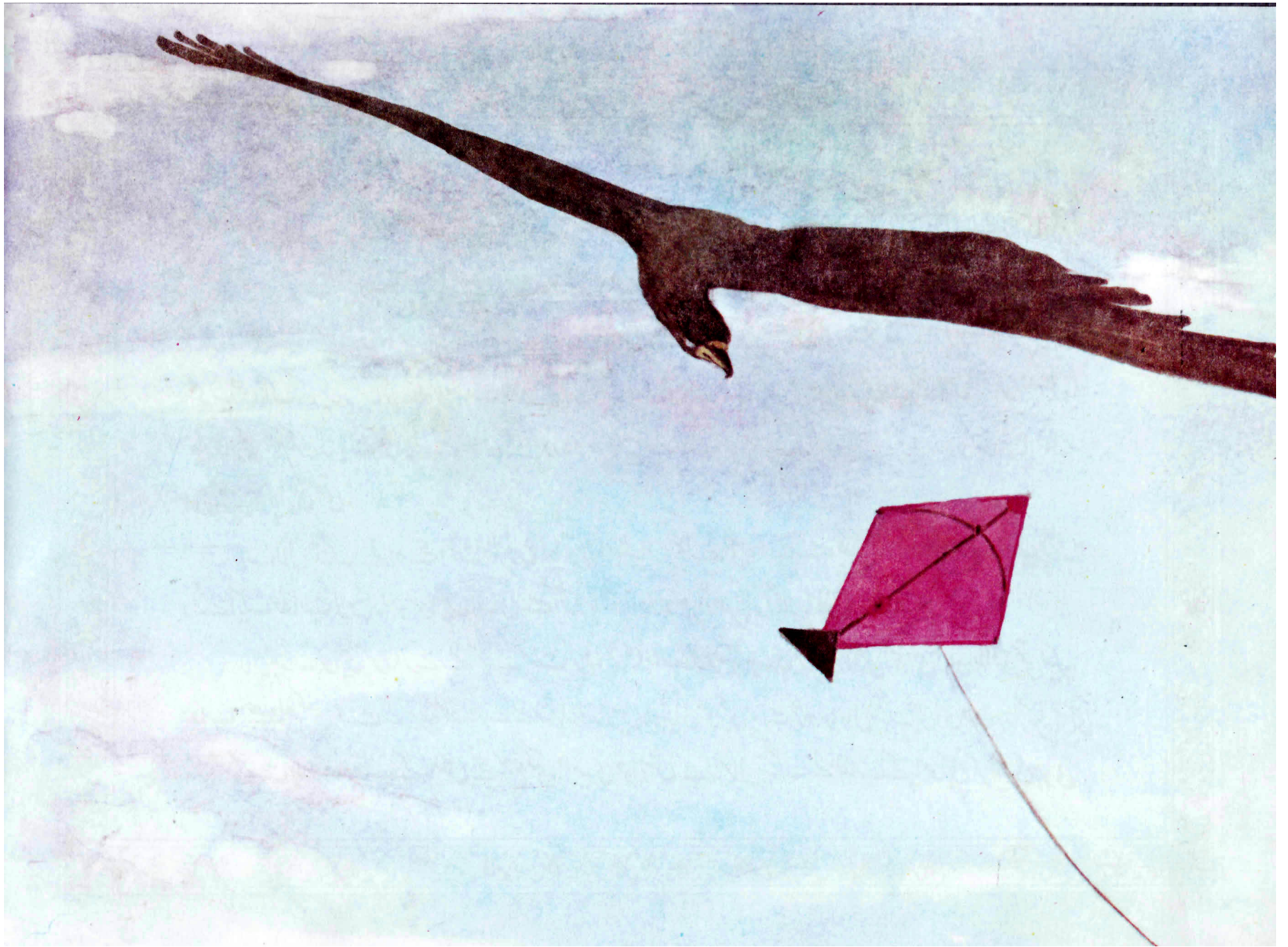
سانسوں کے ساتھ کہا: "کاش میں بھی تمہاری طرح اُڑ سکوں۔"

"تمہاری اُڑان اتنی بری نہیں ہے۔" عقاب نے کہا۔ "تم اچھی پتنگ کی طرح اونچی اُڑ رہی ہو۔"

لال پتنگ کو بہت تعجب ہوا کہ اتنی جسامت کے پرندے کی آواز اتنی اچھی ہے۔ عقاب کی اس بات سے اس کی ہمت بندھی۔

"کیا تم مجھے اپنی طرح اُڑنا سکھا دو گے؟ بولو سکھا دو گے نا؟" لال پتنگ نے اس سے بڑی التجا کے ساتھ کہا۔

"ضرور... مگر میں پتنگوں کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا ہوں" عقاب نے آہستہ سے کہا ــ "لیکن میں"

اچانک لال پتنگ نے محسوس کیا کہ وہ نیچے کی طرف کھنچتی چلی جا رہی ہے۔ اس نے اپنے اس نئے دوست کو جلدی سے خدا حافظ کہا۔ "میں جلدی واپس آؤں گی" اس نے چلا کر کہا۔

اگلے دن وہ پھر اُڑی اور اس بار باز کے قریب پہونچنے میں اسے کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔

"خوب" باز نے اس کی ہمت بندھاتے ہوئے کہا ــ تمہاری رفتار اچھی ہے، بالکل ایسی جیسے مدتوں پہلے بہت سی نامور پتنگوں کی رہ چکی ہے۔"

"کون سی پتنگوں کی بات کر رہے ہیں آپ؟" لال پتنگ نے اس کے ذرا اور پاس آ کر بڑے چاؤ سے پوچھا۔

"ہم جب بچے تھے تو ہمارے دادا ہمیں پرانے زمانے کی کہانیاں سُنایا کرتے تھے، میں نے ان ہی سے ڈمری نھکل نامی پتنگ کے بارے میں سُنا تھا۔"

"کون تھی وہ؟"
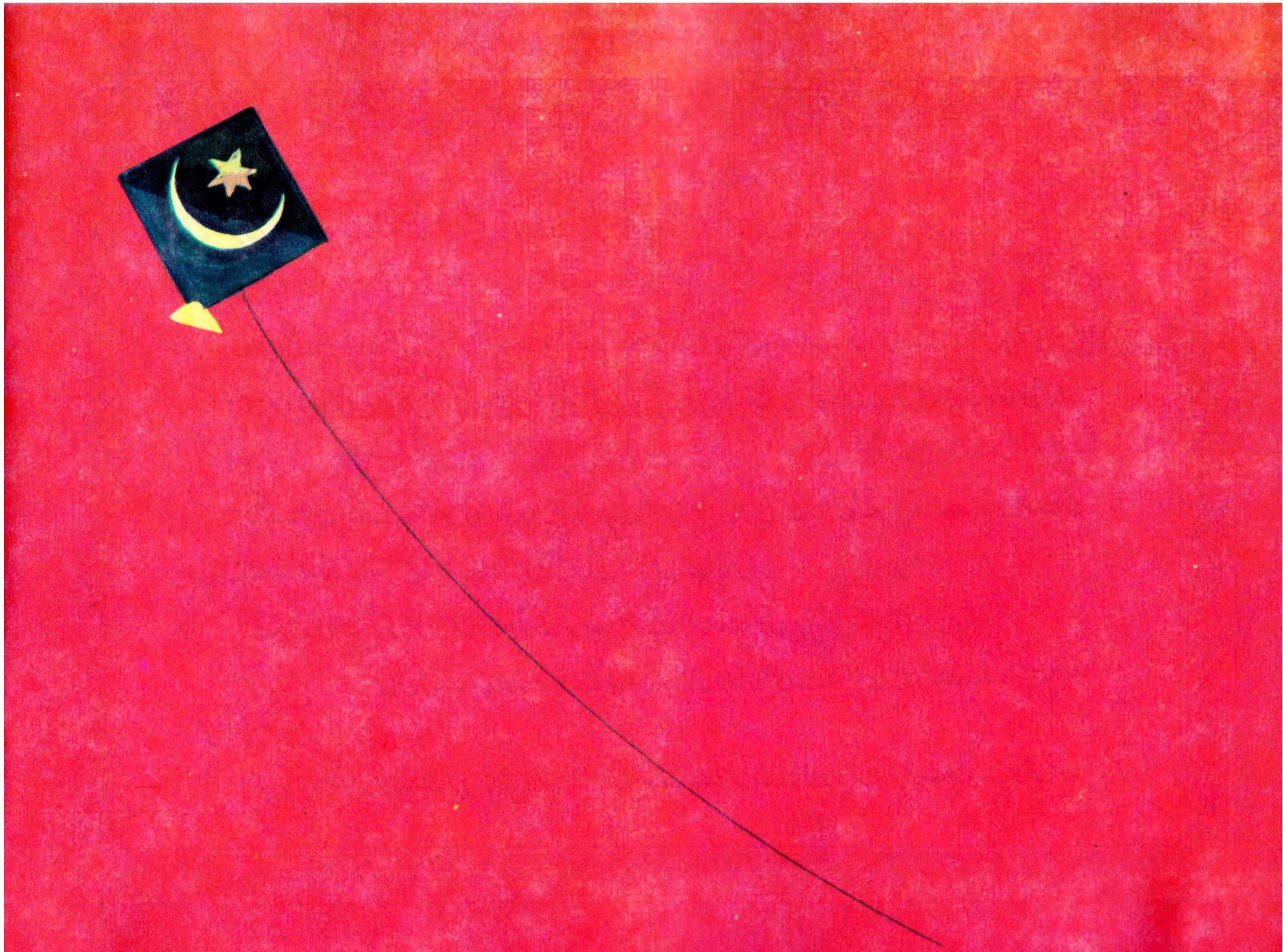
"وہ ایک ایسی پتنگ تھی جو برس ہا برس پہلے ان ہی آسمانوں میں اُڑا کرتی تھی۔ وہ بہت بڑی اور خوبصورت تھی جس پر ایک چاند تارہ بنا ہوا تھا۔ اس کا تعلق شہزادے یاور بخت سے تھا۔ جو عظیم مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے دربار میں ایک مشہور پتنگ باز تھا۔ خود بادشاہ بھی ایک بڑا پتنگ ب.....ا....."

"اچھا، ایک ایسا بادشاہ جو پتنگ بھی اُڑاتا تھا؟" لال پتنگ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا، اس کی آنکھیں حیرت سے چمکنے لگی تھیں۔

"ہاں! یہ سچ ہے، وہ بادشاہ پتنگ اُڑانے کا شوقین تھا۔ میرے دادا کہا کرتے تھے کہ بادشاہ شہزادے، شہزادیوں اور اپنے درباریوں کے ساتھ جمنا کے کنارے اکٹھا ہوا کرتے تھے۔ وہاں پتنگ بازی کا ایک بڑا مقابلہ ہوتا تھا۔ آہا! ڈمری کیا خوب اڑتی تھی! واہ، آسمان میں اس کی اُڑان بس دیکھنے کے لائق ہوتی تھی۔ وہ اپنے وقت کی بے مثال پتنگ تھی۔"
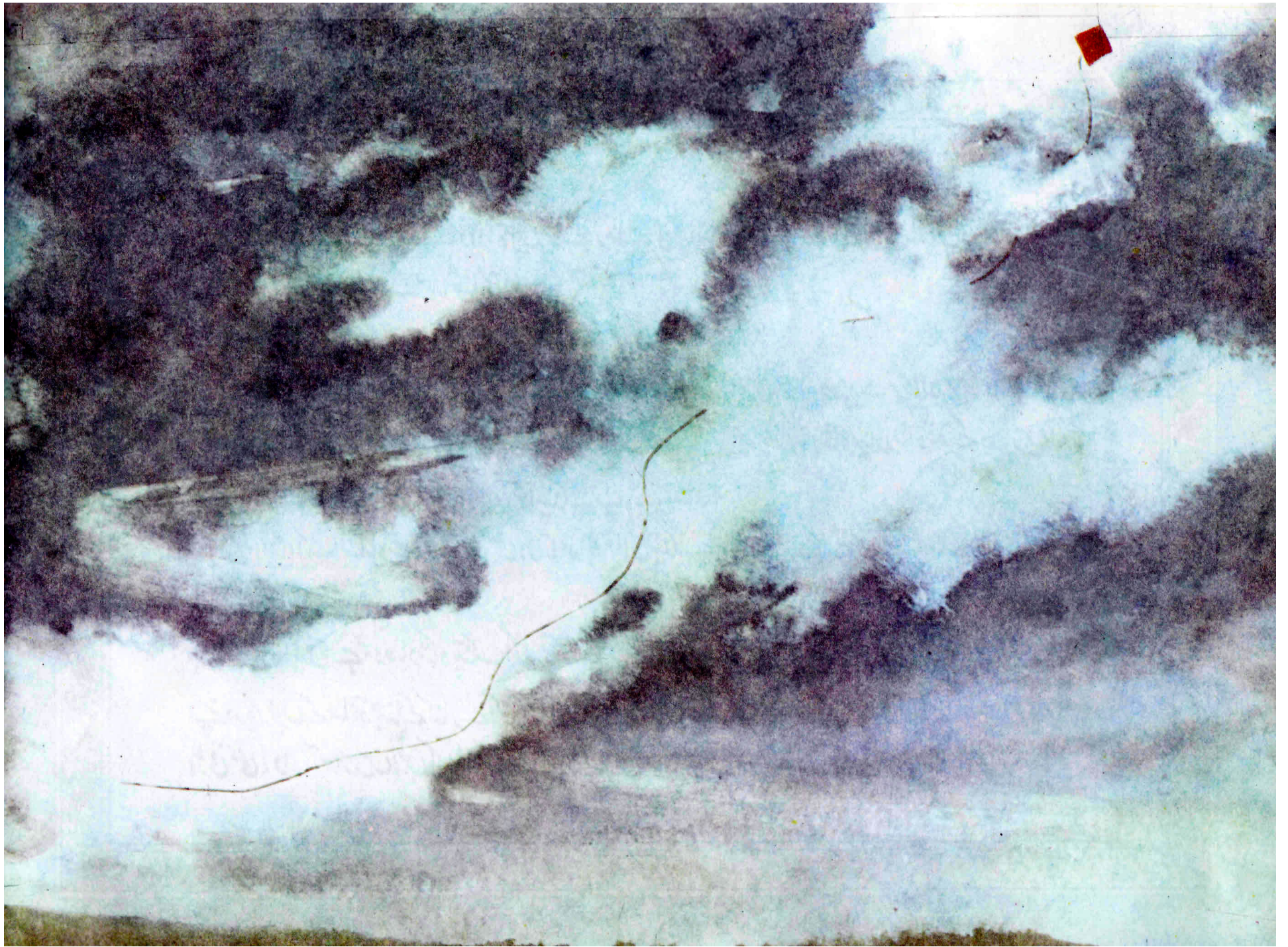
"کاش میں نے اسے دیکھا ہوتا!" لال پتنگ نے بڑی حسرت سے کہا۔

"ارے،" باز نے کہا۔ "اگر تم اسی طرح اُڑنے کی مشق کرتی رہیں تو مجھے یقین ہے کہ تم ایک دن دوسری ڈمری بن جاؤ گی!"

"میں!" لال پتنگ نے خوشی سے پھولتے ہوئے کہا۔

"ہاں، کیوں نہیں" عقاب نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ "اپنے اوپر بھروسہ رکھو۔"

"میں کوشش کروں گی" لال پتنگ نے کہا۔ اس بات چیت کے بعد سے ہی لال پتنگ کے سر میں بس ایک ہی دھن سما گئی تھی۔ ہواؤں میں اونچا اڑنے کی! جب بھی اپّو خالی ہوتا اور باہر نکلتا وہ اُسے اڑانے کے لئے لے جاتا تھا اور وہ آسمانوں میں اُڑا کرتی تھی۔ اس نے سخت اور مشکل دنوں میں بھی تیز ہواؤں کا سامنا کرنا سیکھا۔ یہ واقعی مشکل کام تھا لیکن کوئی بھی کام اگر دلچسپی سے کیا جائے تو مشکل نہیں ہوتا۔ اسے اب اُڑنے کے علاوہ کسی چیز میں مزہ ہی نہ آتا تھا۔

ایک دن تو ایسا آیا کہ وہ زمین سے ایک ہزار فٹ کی بلندی پر اڑ رہی تھی، پھر دو ہزار فٹ اور پھر وہ پانچ ہزار فٹ کی بلندی تک اُڑنے لگی — جیسے جیسے ہوا تیز ہوتی جاتی تھی وہ ہمت سے اس کا مقابلہ کرتی جاتی تھی۔

اچانک اس نے بچّوں کا خوشی سے مِلا جُلا شور و غل سنا اور پھر دوسرے ہی پل سے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا۔

"لال پتنگ کٹ گئی ہے! راجو کی نیلی پتنگ نے اُسے کاٹ دیا ہے"۔ "دیکھو دیکھو" یہ بچوں کی آوازیں تھیں۔

لال پتنگ نے نیچے دیکھا۔ نیچے نرم ہری ہری گھاس کے میدان میں بچے چھینا جھپٹی کے لئے پاگلوں کی طرح دوڑ رہے تھے۔

"مجھے پکڑنے کے لئے!" لال پتنگ نے سوچا۔

اس نے اندازہ کر لیا کہ اب جلد ہی وہ بھی دوسری پتنگوں کی طرح زمین کی طرف آنے والی ہے یا پھر ایسا ہوگا کہ وہ ٹیلیفون کے کسی تار میں اٹک جائے گی"۔ اس کے دل میں مایوسی کے عالم میں اس طرح کے خیالات آنے لگے تھے۔

لیکن اس کے تعجب کا کوئی ٹھکانا نہ رہا کہ بجائے نیچے گرنے کے وہ آسمان میں اونچی اٹھتی گئی۔ ہوا نے اس کو بادلوں کی طرح اونچا اٹھا دیا ـــ اور وہ لہراتی بل کھاتی، غوطے لگاتی ہوئی تیزی سے اونچی اٹھتی چلی گئی۔ وہ اب بہت خوش تھی وہ بڑی آزادی کے ساتھ ہوا کے زور پر بلند سے بلند تر ہوتی چلی جا رہی تھی۔

وہ اب بھی ہوا میں ہے، میں ایسا سوچتا ہوں، ایک دن تم غور سے دیکھو تو پاؤ گے کہ سورج کے بالکل قریب ایک لال رنگ کا نشان ہے، مان لیجئے کہ وہی وہ لال پتنگ ہے جو اب بھی اپنی اڑان کو بہتر بنانے کے لئے آسمان میں مشق کر رہی ہے جہاں پہنچنے کے وہ خواب دیکھا کرتی تھی۔

₹ 35.00
ISBN 812373078-0
9788123730783
14150067